بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — REGD No. L. 52

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ — ربوہ

یوم شنبہ — ۲۴ محرم ۱۳۷۶ھ — فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۵/۱۰ — یکم تبوک ۱۳۳۵ ہش — یکم ستمبر ۱۹۵۶ء — نمبر ۲۰۵

اخبار احمدیہ

ربوہ ۳۱ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ صحت کے متعلق دریافت کرنے پر آج حضور نے فرمایا

"طبیعت اچھی ہے" الحمدللہ

احباب حضور کی صحت و سلامتی کے لئے دعائیں فرماتے رہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو کل حرارت کچھ زیادہ ہو گئی تھی۔ گو درد سارا دن رہنے کی بجائے چند گھنٹے رہی۔ البتہ رات تھوڑے سے بے خوابی میں گزری۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی چھوٹی صاحبزادی محترمہ امۃ اللطیف صاحبہ سلمہا ہسپتال سے صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے گھر ۲۳ ڈیوس روڈ لاہور میں آ گئی ہیں۔ ان کی اور نومولود بچے کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ احباب دونوں کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا اظہارِ حق

ہم سب کا فرض ہے کہ خلافتِ حقہ کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کے عہد کی تجدید کریں

تاریخِ اسلام بتاتی ہے کہ ایسے فتنوں سے بے اعتنائی عظیم قومی نقصان کا باعث ثابت ہوتی ہے

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے ہالینڈ میں ایک تقریر کرتے ہوئے نظام جماعت کے مرکزی نقطہ یعنی خلافت کی عظمت و اہمیت واضح فرمائی۔ اور اس امر پر زور دیا کہ موجودہ فتنہ منافقین کو معمولی اور حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ تاریخ اسلام بتلاتی ہے کہ اس قسم کے فتنوں سے بے اعتنائی عظیم قومی نقصان کا باعث ہوئی ہے۔ محترم چوہدری صاحب نے فرمایا سب افراد جماعت کا فرض ہے کہ وہ متحد ہو کر موجودہ فتنہ کا مقابلہ کریں۔ اور خلافت حقہ کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت اور وابستگی کے عہد کی تجدید کریں۔ تا ہم خلافت کے بابرکت نظام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں — محترم چوہدری صاحب ممدوح نے یہ تقریر جماعت احمدیہ ہالینڈ کے ایک خاص اجلاس میں فرمائی جو مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۵۶ء کو احباب جماعت پر خلافت کی اہمیت و عظمت واضح کرنے کے لئے منعقد کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کی مختصر روداد مبلغ ہالینڈ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب فاضل نے حضور کی خدمت میں ارسال کی ہے جو افادۂ احباب کے لئے درج ذیل ہے:

The Hague
17-8-56.

سیدی و مطاعی! حضرت امیر المومنین ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اطال اللہ بقائکم۔ و اطلع شموس طالعکم۔ ومتعنا بطول حیاتکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور پُرنور کو صحت و سلامتی والی نہایت ہی کامیاب اور مسرتوں سے پُر لمبی زندگی عطا فرمائے۔ اور ہم خدام کو اس امر کی توفیق بخشے۔ کہ ہم حضور اقدس کے ایماء اور پاک ارادوں کو باحسن انجام دینے کی سعادت پائیں آمین

کل بوقت ممبران جماعت ہالینڈ کا ایک خاص اجلاس اس غرض کے لئے طلب کیا گیا۔ کہ تا انہیں نظام جماعت کے مرکزی نقطہ یعنی وجود خلیفہ نیز مقام خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات سے آگاہ کیا جائے۔ تا ایسا نہ ہو کہ ان ضروری مسائل سے لاعلمی کبھی ان کے لئے ٹھوکر یا لغزش کا باعث بن جائے۔ اور مزید برآں یہ کہ تا وہ خلافت کی برکات سے صحیح طور پر متمتع ہونے کی توفیق پائیں۔

اس موقعہ پر مکرم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے کافی شرح و بسط کے ساتھ مسئلہ خلافت کا نیز اسلام کے دورِ اولین کے بعض واقعات کا ذکر فرمایا۔ اور خصوصیت سے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ موجودہ زمانہ میں ہمیں ان گزشتہ واقعات سے سبق حاصل کرنے کی بڑی ضرورت ہے تا فتنہ و فساد کے ان واقعات کا پھر اعادہ نہ ہو جنہوں نے دورِ اولین میں نظامِ خلافت کو برباد کر کے رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک شخص منافقین کے ایسے فتنوں کو معمولی اور حقیر سمجھ کر بے اعتنائی اختیار کر لیتا ہے۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ یہ بے اعتنائی بالآخر بہت بڑے نقصان کا باعث ثابت ہوئی۔ اس لئے ایسی بدی اور ایسی بیماری کا جب بھی علم ہو اسی وقت اس کا سختی سے مقابلہ اور تدارک انتہائی ضروری ہے۔

اس کے بعد آپ نے اسلام کے دور ثانی کے ضمن میں دورِ خلافت کے قیام اور خلافت اولیٰ کے زمانہ کے بعض واقعات کا ذکر فرماتے ہوئے غیر مبایعین کے اختلافات اور ان کی بعض کارروائیوں کا ذکر کیا۔ نیز موجودہ فتنہ کا اختصار سے ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ بے شک موجودہ فتنہ نہایت حقیر اور معمولی نظر آتا ہے۔ مگر گزشتہ واقعات سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہمارا فرض ہے اور دانشمندی اسی میں ہے کہ ہم سب متحد ہو کر اس کا سختی سے مقابلہ کریں۔ اور خلافت کے ساتھ وابستگی کے عہد کو ایک دفعہ پھر تازہ کریں۔ تا اس نظام کی ان برکات سے پورے طور پر ہم مستفیض ہو سکیں۔ جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کی ہیں۔

جملہ ممبران نے اس موقعہ پر حضور اقدس کی ذات والا صفات سے کامل وفاداری عقیدت مندی اور اطاعت کا اظہار کرتے ہوئے نظام خلافت سے وابستگی کو اپنے ایمان اور اعتقاد کا اہم جزو قرار دیا۔ اور حضور اقدس کی صحت و سلامتی کے لئے سب نے مل کر دعا کی۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس عہد پر اور ایمان پر قائم رہنے کی سعادت اور توفیق بخشے آمین

حضور کا ادنیٰ ترین خادم

ناچیز قدرت اللہ عفی عنہ ہیگ ہالینڈ

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے، ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ یکم ستمبر ۱۹۵۶ء

"چٹان" بھی

ہمیں توقع نہیں تھی۔ کہ ہفت روزہ چٹان کے مدیر شہیر شورش صاحب جو "چٹان" کی ادبی و سیاسی خصوصیات کے پیشِ نظر مذہبی قضیوں سے الگ رہتے ہیں۔ ان افترا طرازیوں میں حصہ لیں گے۔ جو آجکل جماعت احمدیہ کے خلاف بعض عناصر طبعًا اور ذاتی مفاد کے پیشِ نظر کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کو ترک کئے ہوئے عرصہ ہو چکا ہے۔ اور ہمارا خیال تھا۔ کہ اب وہ پرانے نشے بھول چکے ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جیسا کہ غالب نے کہا ہے۔ ع

پیتا ہوں روز ابر و شب مہتاب میں

افترا طرازی کے خوشگوار موسم سے آپ بھی متاثر ہونے سے نہیں رہ سکے۔ اور اتنی پی گئے ہیں۔ کہ بہک گئے ہیں۔ اور بہت زیادہ شاید اس لئے بہک گئے ہیں۔ کہ سیاسی افیون بھی ملائی گئی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہم حیران ہیں کہ صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت نے ریاست اندر ریاست کا یہ تماشا کیونکر گوارا کر رکھا ہے" (ہفت روزہ چٹان مورخہ ۲۷ر اگست ۱۹۵۶ء)

گذشتہ فسادات پنجاب میں بھی صوبائی اور مرکزی حکومتوں کا بڑا چرچا تھا اور تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں بھی اس پر کافی بحث کی گئی ہے۔ بلکہ دونوں حکومتوں کے معزول سربراہ ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالنے کی بے حد و شمار کوشش کرتے رہے۔ آجکل بھی ڈاکٹر خانصاحب کی وزارت سے بعض حلقے کچھ اتنے خوش نہیں۔ اور اخبارات کا ایک حصہ تو بالبداہت ان کی وزارت کے خلاف ہے چونکہ گذشتہ فسادات میں بھی احمدیت کو ہی قربانی کا بکرا بنایا گیا تھا۔ بہت ممکن ہے۔ اب بھی یہ لوگ وہی ڈراما کھیلنا چاہتے ہوں۔ چنانچہ شورش صاحب اپنے اداریہ میں فرماتے ہیں:۔

"منیر انکوائری کمیٹی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ "وہ بچہ ابھی زندہ ہے"۔ ان کا اشارہ تو تحریک کی طرف تھا۔"

اگرچہ ہماری دانست میں وہ بچہ مر چکا ہے۔ اور جو مر چکا ہو۔ اس کو پھر "زندہ" کرنا ناممکن ہے۔ مگر سیاست کے کھیل میں ذرا ذرا سی توقع بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ممکن ہے اسلامی جماعت۔ نوائے پاکستان اور چٹان وغیرہ سمجھتے ہوں۔ کہ وہ اسے پھر زندہ کر لیں گے۔

شورش صاحب اپنے اس اداریئے میں لکھتے ہیں:۔

"اللہ رکھا کون ہے؟ اس نے مرزا صاحب کے خلاف کیا کہا ہے۔ اور کیا نہ کہا یہ سوالات خارج از بحث ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ ایک گھریلو معاملہ ہے اور ان لوگوں کو جو قادیانیت سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیئے۔ لیکن"

"لیکن" تک لکھ چکے تو سوچ میں پڑ گئے۔ کہ یہ کیا کہہ دیا۔ اب اصل مطلب کو کس طرح نبھایا جائے۔ یہ بڑا ذہنی مرحلہ تھا۔ آخر نوائے پاکستان آڑے آیا اور لکھا کہ

"لیکن اللہ رکھا سے برافروختہ ہو کر جو لب و لہجہ امام جماعت احمدیہ "قادیان نے اختیار کیا۔ اور الفضل میں اللہ رکھا اور دوسرے لوگوں کو منافق قرار دے کر "قلع و قمع" کی جو ترغیب دی گئی۔ پھر اس قلع و قمع کے جو معنی گھڑے گئے۔ ہمارے نزدیک وہ سب قابلِ اعتراض ہیں۔"

یہ فقرے لکھنے کے بعد میدان بالکل صاف نظر آنے لگا۔ اور آپ کا اشہب قلم "میں نے پا لیا" "میں نے پا لیا" کہہ کر سرپٹ دوڑنے لگا۔ یہ اتنا سخت مرحلہ تھا۔ کہ اسے عبور کرنے کے لئے "شورش صاحب جیسے سخت جان" انسان کو بھی سخت کوفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور پھر بھی کچھ نہ کچھ کمزوری کا اظہار ہو ہی گیا۔ کہ

"ممکن ہے ہمارا یہ آخری فقرہ کسی قدر سخت ہو۔"

حق کے خلاف ایسی ناحق باتیں کہنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ "ضمیر" کی نوک سنگسار دلوں میں بھی چبھن پیدا کر دیتی ہے۔ اگرچہ اکثر زیادہ دیر تک نہیں رہتی۔ چنانچہ یہاں بھی یہی ہوا۔ جب یہ کٹھن مرحلہ طے ہو گیا۔ تو اب کیا تھا۔ خاصکر جبکہ آپ کو یہ بھی یاد آ گیا۔ کہ نوائے پاکستان نے لکھا ہے۔ کہ اللہ رکھا اور اس کے ساتھیوں کی جان خطرے میں ہے۔ اور ایک ایم اے کے طالب علم کو بھی بڑا اضطراب ہے۔ اور اتنے جوش میں آ گئے۔ کہ یہ "پُر معنی" فقرہ قلم سے ٹپک پڑا۔

"خلیفہ صاحب نے .... اپنی ہی جماعت میں منافق تلاش کرنے شروع کر دئے۔"

حالانکہ "شورش" صاحب کے علم و تجربہ میں "منافق" اپنی جماعت میں نہیں بلکہ دوسری جماعتوں میں تلاش کئے جاتے ہیں۔ یعنی منافق "اسلامی جماعت" "نوائے پاکستان" "چٹان" اور "پیناہیوں" میں جا جا کر تلاش کرنے چاہئیں تھے ؎

بیماری سمجھتے تھے ہم قلّتِ دانش کو
اس عہد کی بیماری دانش کی فراوانی

آگے سنیئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس وقت حالت یہ ہے۔ کہ ساری مرزائی جماعت نے ان حضرات (منافقین) کا بائیکاٹ کر رکھا ہے۔ ان کے لئے ہر دروازہ بند ہے۔"

گویا تمام دروازوں پر "مرزائیوں" نے پکٹنگ کیا ہوا ہے۔ معلوم نہیں کہ "دفتر چٹان" میں یہ حضرات کس طرح پہنچ جاتے ہیں۔ اور "دفتر نوائے پاکستان"۔ "دفتر ایشیا" اور "دفتر کوہستان" میں کس طرح آ جاتے ہیں۔ اگر شورش صاحب کی مراد یہ ہے۔ کہ "مرزائیوں" نے اپنے دروازے ان پر بند کر دیئے ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اگر بالفرض "مرزائیوں" کے چند دروازے بند ہوئے ہیں۔ تو شہر لاہور میں ہزاروں دروازے ان کے لئے کھل بھی تو گئے ہیں۔ اب حساب کر کے بتایئے۔ کہ انہیں فائدہ ہوا ہے یا نقصان؟ مگر بقول ہنود مسلمان ہو کر حساب کون کرے۔ چنانچہ اسی مضمون میں شورش صاحب چند چٹھیوں کے متعلق جو انہیں شاید آئی بھی ہیں یا نہیں لکھتے ہیں:۔

"حقیقت یہ ہے کہ ان دنوں ہمیں قادیانی مذہب کے پیرووں نے اپنے داخلی انتشار کی بابت اتنے خط لکھے ہیں۔ کہ "حد و شمار نہیں"۔"

"حد و شمار نہیں" کی بھی ایک ہی کہی۔ جب چٹان کو اتنے خطوط ملے۔ تو باقی اخباروں کو ملنے والے خطوط ملائے جائیں۔ تو "حد و شمار نہیں" کو ضرب دینی پڑے گی۔ ایسی صورت میں لاہور کے ڈاکخانوں میں خدا جانے ہڑتال ہوئی یا نہیں؟

شورش صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے "ذہنی توازن" کے متعلق نہایت گستاخانہ انداز میں بار بار چوٹیں بھی کی ہیں۔ اگر ان کا اپنا دماغی توازن ٹھیک ہوتا۔ تو آپ اداریہ میں ایسے ایسے "عجائبات کذب" تحریر نہ فرماتے۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں:۔

"اور تو اور کئی دنوں سے مسلسل الہام ہو رہے ہیں۔ پھر الہاموں کا یہ سیلاب رک نہیں رہا۔"

یا تو یہ شرمناک جھوٹ ہے۔ اور یا "ذہن" کی خستگی۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"ان حالات میں اگر کوئی معتقد کوئی حرکت کر بیٹھے۔ تو خدا جانے کیا صورتِ حال ہو۔ حکومت ان الفاظ کے معنی خوب سمجھ سکتی ہے۔" ظاہر ہے کہ اداریہ نویس کی غرض ہی صوبائی اور مرکزی حکومت کا ویسا ہی "تماشا" بنانا ہے۔ جیسا کہ دولتانہ اور ناظم الدین کی حکومتوں کا بنایا گیا تھا۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

"پھر ایک عالمی جج کا ذکر اس کھردرے انداز میں کرنا کہاں کی بلاغت ہے۔"

یہ وہی "عالمی جج" ہے نا جس کے جنازے نکالے جاتے تھے۔ اب آپ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں عزیز انہیں دیکھ دیکھ کر "اہتزاز ذہنی" کی جنتوں میں کھو جاتے تھے۔ اور جس کی شادی کے خود ساختہ افسانے آپ چھاپ رہے ہیں۔

فرماتے ہیں:۔

"مرزا بشیر الدین صاحب محمود نے ریاست کے اندر ریاست قائم کر رکھی ہے۔ یہاں سخت قسم کے آہنی پردے ہیں۔ لوگوں کو ٹس سے مس ہونے کی اجازت نہیں"

یعنی مرزا صاحب نے "امریکہ" کے اندر "روس" بسا رکھا ہے۔ دور دور خبر کرو۔ شتر محمد سرمہ والا آ گیا۔

آخر میں اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہ و ثواب کے حساب دینے کا بھی ذکر ہوا ہے اللہ اللہ!

(باقی دیکھیں صفحہ ۵ پر)

موجودہ فتنہ — اور — پیغام صلح

— از مکرم شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی

موجودہ فتنہ کے متعلق "پیغام صلح لاہور" میں تین ایڈیٹوریل شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے مفصل جواب تو الفضل میں چھپ رہے ہیں۔ میں ان کے متعلق یہاں دو تین باتیں بہت مختصر طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے ان مضامین میں ایڈیٹر صاحب نے جو زبان استعمال کی ہے وہ بہت رکیک، عامیانہ اور سوقیانہ ہے۔ نہ معلوم یہ زبان اختیار کر کے ایڈیٹر صاحب نے کس اسلامی یا احمدی اخلاق کا نمونہ دکھایا ہے۔ محمود آخر آپ کے آقا، امام اور محسن کا لڑکا ہے۔ کچھ تو آپ کو اس کا لحاظ چاہیئے۔ خواہ عقائد میں آپ کا اس سے اختلاف سہی۔ لیکن اخلاق تہذیب اور شرافت بھی آخر کوئی چیز ہے۔ اہل انصاف غور فرمائیں کہ کیا مسیح موعودؑ کے بیٹے کے متعلق یہ الفاظ کہ خلیفہ صاحب کی "خاص دماغی کیفیت"۔ "میاں صاحب کی حالت اس عورت کی طرح ہو گئی ہے جسے اس کی گلی کے لڑکے چھیڑا کرتے تھے۔" "سٹھیا گئے ہیں"۔ "میاں صاحب بھی مسیح موعود کے فرزند ہونے کی وجہ سے عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ جس طرح نوحؑ کا بیٹا انه ليس من اهلك کے خدائی فتوے کے ما تحت عذاب الٰہی کا مستحق بنا۔" میاں صاحب نے تقوے، دیانت و امانت کو بالائے طاق رکھ کر ہر مکر و فریب اور اتہام سے کام لیا ہے" (پیغام صلح یکم و ۸ ر اگست ۱۹۵۶ء) اس شخص کو زیب دیتے ہیں۔ جو خود کو احمدی کہتا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیح موعود مانتا ہو خصوصاً اس وقت جبکہ حضرت محمود اور مسیح موعود علیہ السلام کی تمام اولاد خدا تعالیٰ کی خاص بشارتوں کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ؎

مری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے

نیز فرمایا ؎

خدایا! تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد

مولوی دوست محمد صاحب کچھ تو خیال فرمائیں جس اولاد کے متعلق اس قدر تحدی کے ساتھ خدا نے بشارت دی ہو۔ کیا وہ پسر نوحؑ کی مانند ہو سکتی ہے؟ اگر ایسا ہو تو پھر احمدیت کی ساری بنیاد ہی دھڑام سے آ پڑتی ہے۔

پھر ذرا یہ بھی تو سوچیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس درد، جس زاری، جس الحاح، جس عاجزی و انکساری اور جس شدت و کثرت کے ساتھ اپنی اولاد کے حق میں دعائیں مانگی ہیں۔ کیا وہ ساری کی ساری بالکل ضائع گئیں؟ اور ان دعاؤں کا مورد ہونے کی بجائے ان کا بیٹا آپ کے خیال کے بموجب "پسر نوحؑ" ثابت ہوا، کتنا عجیب خیال ہے جو آپ کے قلم سے نکلا۔ کاش آپ تنہائی کے پرسکون لمحوں میں اس پر غور فرمائیں۔ کہ آپ نے کیا لکھا؟ اور اس کا اثر کہاں تک پہنچتا ہے؟ ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کے بعض اشعار جو حضرت اقدس نے اپنی اولاد کے لئے مانگیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ خدارا ان دعاؤں کی موجودگی میں اپنی تحریرات کا موازنہ فرمائیں ؎

یہ تین جو پسر ہیں۔ تجھ سے ہی یہ ثمر ہیں
یہ میرے بار و بر ہیں تیرے غلام در ہیں
کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت
کر ان کی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
شیطان سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر زنور رکھیو دل پر سرور رکھیو
میری دعائیں ساری کریو قبول باری
میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری
لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
اس کے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر
تیرا بشیر احمد - تیرا شریف اصغر
یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ ان کو گندے
کر دور ان سے یا رب دنیا کے سارے پھندے
اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے
کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
اے میری جاں کے جانی اے شاہ دو جہانی
کر ایسی مہربانی ان کا نہ ہووے ثانی
سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اے واحد یگانہ اے خالق زمانہ
میری دعائیں سن لے اور عرض چاکرانہ
یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ ہادی جہاں ہوں یہ ہوویں نور یکسر
اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
کریما! دور کر تو ان سے ہر شر
رحیما! نیک کر اور پھر معمر
بنا ان کو نکوکار و خردمند
کرم سے ان پہ کر راہ ہدیٰ بند
تو خود کر پرورش اے میرے اخوند
وہ تیرے ہیں ہماری عمر تا چند
مرے مولیٰ مری یہ اک دعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بکا ہے
وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برأت ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
بچانا ان کو ہر غم سے بہر حال
نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
مرے مولیٰ انہیں ہر دم بچانا
نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا الم کا بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقوے سبھی کا
جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سنادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

دیکھا آپ نے وہ محمود جسے مسیح موعودؑ اپنا "لخت جگر" کہہ رہے ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا آرگن اسی کو دیوانی پاگل عورت سے تشبیہ دے رہا ہے اور اس کی دماغی حالت کو خراب بتا رہا ہے جب مسیح موعودؑ کی یہ دعا نہایت صفائی سے پوری ہو گئی کہ "رحیما! نیک کر اور پھر معمر" تو پیغام صلح اسی "معمر" کے متعلق لکھ رہا ہے۔ کہ "سٹھیا گئے ہیں"۔ جب مولوی دوست محمد صاحب نے دیکھ لیا کہ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ اور انڈونیشیا وغیرہ میں ہزاروں آدمی محمود کے ذریعہ احمد کے نام پر محمد کی غلامی میں داخل ہو رہے ہیں اور اس "بیٹے" کے متعلق خدا کی یہ بشارت پوری ہو رہی ہے کہ "دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا"۔ تو انہوں نے مسیح موعودؑ کے اس "بیٹے" کو "پسر نوحؑ" بتایا۔

یہ ہے ان لوگوں کی ایمانی حالت! اور یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات کی قدر ان لوگوں کے دلوں میں کبرت کلمۃ تخرج من افواههم

(۲) پیغام صلح نے اپنے یکم اگست ۱۹۵۶ء کے شمارہ میں بڑے زور سے لکھا ہے "ایسی ناپاک سازشیں خلیفہ صاحب ہی کی جماعت میں چلتی ہیں جماعت احمدیہ لاہور اور اسکے بزرگوں کا دامن بحمد اللہ ان باتوں سے بکلی پاک ہے" (ص۴ کالم ۲) اس ضمن میں اپنا ایک چشم دید واقعہ لکھتا ہوں اس سے ناظرین کرام اندازہ لگائیں کہ ناپاک سازشیں "کس کی جماعت میں چلتی ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے بزرگوں کا دامن" کہاں تک ان باتوں سے بکلی پاک ہے"۔

غالباً دسمبر ۱۹۲۷ء کا ذکر ہے۔ کہ قادیان میں اپنے جلسہ سالانہ سے فارغ ہو کر میں تفریحاً لاہور آیا۔ جس روز لاہور پہنچا اسی دن اتفاقاً راستے میں میرے ایک ہم وطن انعام اللہ خاں سالاری مل گئے۔ وہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے تعلق رکھتے ہیں وہ مجھ سے کہنے لگے "تم اپنا جلسہ تو دیکھ آئے آج ہمارے جلسہ کا آخری دن ہے وہ بھی چل کر دیکھ لو"۔ میں نے کہا کیا مضائقہ ہے چلو۔ خیر وہ مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور خوب سیر کرائی۔ مولوی محمد علی صاحب مرحوم سے ملایا۔ مولوی صدر الدین صاحب سے تعارف کروایا۔ اور اس کے بعد مجھے اپنے مشہور و معروف مبلغ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے معزز رکن مولوی سید مدثر شاہ صاحب مرحوم سے ملانے لے گئے۔ سید صاحب مرحوم نے مجھ سے پوچھا کہ "آپ نے بیعت کب کی؟" میں نے کہا ۱۹۱۶ء میں۔ فرمانے لگے کبھی نبوت کے مسئلہ پر بھی غور کیا۔ میں نے کہا کبھی نہیں۔ پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا میں نے کبھی اس مسئلہ پر غور کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس لئے غور نہیں کیا۔ کہنے لگے ضرورت کیوں محسوس نہیں کی؟ میں نے کہا سنئے سید صاحب! میرے خیال میں مرزا صاحب اگر نبی نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔ اس لئے میں کبھی اس بحث میں پڑا ہی نہیں۔ اس پر پاس بیٹھے ہوئے ایک صاحب بولے کہ "اگر آپ فرمائیں تو میں اس کا جواب دوں"؟ میں نے بغیر ان صاحب کی طرف خطاب کئے سید مدثر شاہ صاحب سے پوچھا کہ "یہ صاحب کون ہیں؟" انہوں نے کہا اس سے کیا بحث ہے کوئی ہوں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ سن لیجئے۔ میں نے کہا "یہ غلط بات ہے میں ہرگز ان کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ جب تک ان کا نام مجھے معلوم نہ ہو"۔ اس پر سید مدثر شاہ صاحب نے کہا "ان کا نام مولوی عبد الکریم ہے"

ان کی بات سننے کے لئے تیار نہیں جب تک ان کا نام مجھے معلوم نہ ہو۔ اس پر سید مد ثر شاہ صاحب نے کہا " ان کا نام مولوی عبدالکریم ہے (مباہلے والے) میں نے کہا " بس فیصلہ ہو ا میں ان صاحب سے بات کرنا نہیں چاہتا کیونکہ میرے امام نے ان سے تعلق رکھنے سے منع فرما دیا ہے "۔ (میں نے اس وقت تک مولوی عبدالکریم کو نہیں دیکھا تھا) اس پر سید مدثر شاہ صاحب نے بڑی عجیب بات کہی فرمانے لگے " کیا آپ کے امام اس کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو آپ کو ان کا اتنا ڈر ہے "؟ سید صاحب مرحوم کے منہ سے یہ بات سن کر میں بڑی حیرانی کے ساتھ ان کو دیکھنے لگا۔ اور میں نے کہا " سید صاحب! آپ نے اس وقت ایسی عجیب و غریب بات کہی کہ میری عقل چکرا گئی۔ کیا آپ اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب کی اطاعت اسی وقت تک کرتے ہیں۔ جب تک ان کے سامنے بیٹھے رہیں؟ اور جب اپنے گھر آجاتے ہیں تو ان کی اطاعت آپ پر واجب نہیں رہتی؟ اس پر بات ختم ہو گئی اور میں اٹھ کر چلا آیا جتنی دیر میں سید مدثر شاہ صاحب کے پاس بیٹھا رہا میں برابر یہ دیکھتا رہا کہ اشتہارات کا ایک ڈھیر سید صاحب کے آگے لگا ہوا تھا لوگ مسلسل آتے اور کہتے رہے۔ مولوی صاحب ہم راولپنڈی کی جماعت ہیں۔ ہم لائل پور کی جماعت ہیں۔ ہم سرگودھا کی جماعت ہیں۔ ہمیں تھوڑے سے اشتہار دے دیجئے۔ ہم وہاں تقسیم کر دیں گے۔ اور سید صاحب برابر ان لوگوں کو اپنے سامنے پڑے ہوئے ڈھیر میں سے تھوڑے تھوڑے اشتہار دیتے رہے میں نے جھک کر دیکھا تو وہ اشتہار مستری عبدالکریم مباہلے والے کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے خلاف تھے۔ جب تک میں بیٹھا رہا۔ برابر ان اشتہارات کی تقسیم کا سلسلہ جاری رہا۔

یہ اشتہارات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی مرکزی مسجد کے ایک حجرے سے علی الاعلان تقسیم ہو رہے تھے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ایک قابل۔ فاضل اور مشہور و معروف مبلغ اپنے ہاتھ سے ان کو تقسیم کر رہا تھا۔ فتنہ کا بانی مستری عبدالکریم ان مبلغ صاحب کی بغل میں بیٹھا ہوا تھا۔ واللہ علی ما نقول شہید اب فرمائیے جناب مولوی دوست محمد صاحب مدیر پیغام صلح کہ یہ " ناپاک سازش کس جماعت نے کس کے خلاف چل رہی تھی؟ اور وہ جماعت لاہور اور اس کے بزرگوں کا دامن " کہاں تک ان باتوں سے پاک تھا؟ میں نے جو کچھ اوپر بیان کیا۔ یہ سنی سنائی بات نہیں بلکہ آنکھوں دیکھی بات ہے۔

(۳) ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اپنے ۸ اگست ۱۹۵۶ء کے پرچے میں لکھتے ہیں کہ " اللہ رکھا نہ کبھی یہاں ملازم رکھا گیا۔ نہ کسی نے اسکو منہ لگایا۔ یہ شرف خلیفہ صاحب ہی کو حاصل ہے کہ پہلے ایک شخص کو منہ لگاتے اور اوپر چڑھاتے ہیں۔ اور پھر زمین پر دے مارتے ہیں " (صفحہ ۴ کالم ۲) میں حیران ہوں کہ محمود کی دشمنی میں انہوں نے ایسی صاف اور صریح غلط بیانی سے کیوں کام لیا۔ اور اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب اپنی انجمن کے مہمان خانہ کی اوپر کی منزل میں رہتے ہیں اور نیچے کی منزل میں اللہ رکھا بطور ملازم انجمن کا کام کرتا تھا۔ خود میں نے کئی مرتبہ اسے مہمانوں کی چارپائیاں جھاڑتے۔ میزیں صاف کرتے کرسیوں کو پونچھتے اور مہمانوں کو کھانا کھلاتے دیکھا ہے۔ اور خود مجھ سے اس نے کہا ہے کہ میں یہاں ملازم ہوں۔ ایڈیٹر صاحب کے فقرے کے آخری حصے کے متعلق میں صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ کیا ایڈیٹر صاحب نے کبھی سنا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے کبھی اللہ رکھا کو منہ لگایا یا اسے اوپر چڑھایا ہو؟ " اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر ایسی بات کہنے سے کیا فائدہ؟

(۴) اسی ۸ راگست کے پیغام صلح میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں " کیا میاں صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ ہر ملک میں انہوں نے مبلغ بھجوائے اور یورپ کی ہر مسجد انہوں نے بنوائی؟ کیا برلن کی مسجد ان کی بنوائی ہوئی ہے؟ کیا ووکنگ مسجد انہوں نے بنوائی تھی؟ یہ لکھ کر ایڈیٹر صاحب نے یہ مغالطہ دینا چاہا ہے کہ گویا یہ دونوں مسجدیں ان کی جماعت نے بنوائی ہیں۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ یہ صریح اور کھلا ہوا دھوکا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ووکنگ مسجد ایک انگریز ڈاکٹر لائٹز نے ۱۸۸۹ء میں بنوائی تھی اس کی تعمیر سے انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اب رہ گئی برلن مسجد تو کیا یہ وہی مسجد تو نہیں جسے اس کے امام صاحب رہن رکھ کر واپس چلے آئے تھے۔ کیونکہ ان کو خرچ نہیں پہنچا تھا؟

آگے کی سطور میں آپ نے انتہائی فخر کے ساتھ لکھا ہے کہ " اکیلا ووکنگ مسلم مشن جو اپنی اہمیت اور عالمگیر اثر و اقتدار کے لحاظ سے میاں صاحب کے تمام مشنوں پر فائق ہے ... مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا" جواباً عرض ہے کہ دنیا جانتی ہے کہ ووکنگ مسلم مشن کو " میاں صاحب " کے قائم کردہ مشنوں پر کتنی فوقیت حاصل ہے؟ حضرت خلیفۃ المسیح کے قائم کردہ تمام مشنوں پر تو فوقیت الگ رہی آپ " میاں صاحب " کے قائم کردہ کسی ایک ہی مشن پر ووکنگ مسلم مشن کی فوقیت دلائل و براہین اور اعداد و شمار سے ثابت کر دیں۔ خالی خولی لکھ دینے سے کیا بنتا ہے۔

رہا " مولانا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ " کے متعلق یہ لکھنا کہ ووکنگ مسلم مشن " ان کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا " تو اس کی حقیقت خود امام صاحب ووکنگ مسجد نے ظاہر کر دی ہے۔ ملاحظہ ہو پاکستان ٹائمز مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۵۶ء جس میں عبدالمجید امام ووکنگ مسجد نے نہایت صاف طور پر لکھا ہے کہ " یہ قطعاً غلط ہے کہ مسجد اور مشن کا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے۔ بلکہ یہ دونوں آزاد ادارے ہیں "۔ ملاحظہ فرمایا۔ مولانا دوست محمد صاحب آپ نے؟ کیا یہی وہ کارنامہ ہے جسے آپ رہتی دنیا تک یادگار رہنے کا اعزاز بخش رہے ہیں؟ کیا کبھی ایک مرتبہ بھی آپ کے کسی بڑے سے بڑے مبلغ کو وہاں جانے کی توفیق اور جرأت ہوئی کہ وہ ووکنگ کے منبر سے احمدیت کی تبلیغ کر سکتا؟ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام منبر پر کھڑے ہو کر لے سکتا؟ پھر کس بناء پر آپ اسے رہتی دنیا تک عظیم الشان کارنامہ فرما رہے ہیں؟ اگر خوش فہمی کی یہی حالت ہے تو کیوں نہیں آپ اعلان فرما دیتے کہ مکہ معظمہ میں ہر سال لاکھوں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا وہ کارنامہ ہے۔ جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

(۵) ۱۵ راگست ۱۹۵۶ء کے پیغام صلح کے صفحہ ۱۲ پر ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ " کیا موجودہ فتنہ منافقین انہی خود کاشتہ پودا کی جڑ نہیں جس کی جڑیں میاں صاحب نے حضرت مولانا نورالدین کے زمانہ میں لگائیں؟ " اس کے جواب میں ہم صد ہزار بار کہیں گے لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین

(۶) پیغام صلح کے اسی پرچہ میں ایڈیٹر صاحب نے بڑے طمطراق سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر کا حصہ شائع کیا۔ جو آپ نے لاہور میں ۱۹۱۱ء میں کی تھی جس میں آپ نے فرمایا کہ " میں تمہیں بتاتا ہوں کہ لاہور کا کوئی آدمی میرے امر خلافت میں روک نہیں "۔ یقیناً حضرت خلیفہ اول نے یہ سچ فرمایا۔ کیونکہ اس وقت تک لاہور کا کوئی آدمی حضرت خلیفہ اول کے خلاف سازش میں شریک نہیں تھا۔ بلکہ بغاوت کے بانی قادیان میں بیٹھے اندر ہی اندر خفیہ طریقوں اور بلانام ٹریکٹوں کے ذریعہ خلافت کو اڑانے کی تدبیریں کر رہے تھے۔ لاہور میں تو وہ لوگ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے انتقال کے بعد آئے ہیں۔

(۷) اسی پرچہ کے صفحہ ۱۲ کالم ۳ پر پیغام صلح نے حضرت خلیفہ اول رضؓ کے خط کا ایک ٹکڑا شائع کیا ہے۔ جو خواجہ کمال الدین صاحب کے نام لکھا گیا ہے۔ اور جسے شائع کر کے ایڈیٹر صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت خلیفہ اول کے خلاف سازش اور بغاوت کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عزیز و اقرباء تھے کوئی اور نہ تھا خط کے الفاظ ایڈیٹر صاحب نے یہ لکھے ہیں " نواب۔ میر ناصر۔ محمود نالائق بے وجہ جوشیلے ہیں یہ بلا اب تک لگی ہے یا اللہ نجات دے۔ . . . . . " نورالدین ۱۳ر مئی ۱۹۱۳ء)

اگر یہ خط جعلی اور فرضی نہیں ہے تو اس سے چاہے کوئی اور بات ثابت ہو یا نہ ہو مگر پیغام صلح یہ ضرور ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ نعوذ باللہ حضرت مولانا نورالدین منافق تھے یعنی منبر پر کھڑے ہو کر تو علی الاعلان یہ فرما رہے ہیں کہ " اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلافت کس کا حق ہے۔ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خاں ہیں۔ پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے۔ جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا۔ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار ہیں اور انہوں نے کبھی اپنا دعوےٰ میرے سامنے پیش نہیں کیا " (پیغام صلح ۱۵ راگست ۱۹۵۶ء صفحہ ۲ کالم ۲) اور پرائیویٹ خط میں خواجہ کمال الدین صاحب کو اوپر کے بیان کردہ الفاظ لکھتے ہیں اور محمود کو " نالائق " بتاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس سے زیادہ منافقت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے؟ اگر " پیغام صلح " سچا ہے تو تمام خط کا (نہ کہ کسی ایک ٹکڑے کا) فوٹو شائع کر دے ورنہ روز آخرت کے حساب سے ڈرے۔

(۸) اپنے ۸ راگست ۱۹۵۶ء کے پرچہ میں پیغام صلح نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے لفظ " پیغامی " لکھنے پر اعتراض کیا ہے مگر وہ خود بہت جلد بھول گیا کہ پیغام صلح کے پرچوں میں سالہا سال تک مبائعین کے لئے " محمودی " اور " محمودیے " کے الفاظ لکھے جاتے رہے ہیں۔ اس وقت پیغام صلح کو " اخلاقی طیری " کیوں یاد نہ آئی؟ کاش وہ دوسروں پر اعتراض کرنے سے پہلے پیغام صلح " اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لیتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفس کرتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت حقہ پر آسمانی شہادت

آج سے سترہ برس قبل کی ایک خواب

محترمہ بیگم صاحبہ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب نے اپنی ایک خواب حضرت سیدہ ام متین صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو لکھ کر ارسال فرمائی ہے۔ جو افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے (ادارہ)

عزیزہ سلمہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
میں اس خط کے ذریعہ سے آپ کو اپنا ایک خواب لکھ رہی ہوں۔ جو کہ میں نے ۱۹۳۹ء میں دیکھا تھا۔ اور اسی دن صبح کو حضور کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ اس روز سے ہی مجھے یقین ہو گیا تھا۔ کہ دین کے بادشاہ حضور ہی ہیں۔ اس خواب کے ساڑھے چار سال بعد جب حضور نے اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان فرمایا۔ تو اسی وقت سے ہی میرا اور میری اولاد کا یہی ایمان ہے۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مصلح موعود ہیں۔ اور خلیفہ برحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ مولیٰ کریم میرا اور میری اولاد کا اسی ایمان پر خاتمہ کرے۔ آمین۔

اس سے قبل بھی جب حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات ہوئی۔ تو (مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب) ڈاکٹر صاحب قادیان میں ہی موجود تھے۔ جب وہ واپس پٹیالہ گئے۔ تو میرا ان سے پہلا سوال یہ تھا۔ کہ خلیفہ کون بنا۔ اس پر ڈاکٹر صاحب کہنے لگے۔ کہ کیا سچ مچ خلیفہ کی ضرورت ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ خلیفہ کے بغیر جماعت کیسے رہ سکتی ہے۔ خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا۔ کہ میاں محمود خلیفہ ہوئے ہیں۔ اور کہنے لگے۔ کہ کیا تمہاری طرف سے خط لکھ دوں۔ میں نے کہا کہ ہاں آپ خط لکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ جب مجھے توفیق دے گا۔ تو میں قادیان جا کر خود حضور کی بیعت کروں گی۔ اب میں اپنا خواب تحریر کرتی ہوں۔

میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی جگہ ہے جہاں حضور سیر کے لئے یا کسی اور مقصد کے لئے گئے ہیں۔ حضور کے ہمراہ میں اور ڈاکٹر صاحب بھی ہیں۔ مکان کی نچلی منزل میں ہم رہتے ہیں۔ اور اوپر کی منزل میں جس کے کئی کمرے ہیں۔ حضور قیام فرما ہیں۔ میں اپنے نیچے کے کمرے سے نکل کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر گئی ہوں۔ تو ام وسیم احمدؒ ایک کمرے میں بیٹھی ہیں۔ اور اس کمرے کے آتشدان پر پرانی چابیوں کے کئی گچھے پڑے ہیں۔ میں ان کو السلام علیکم کہہ کر آگے چلی گئی ہوں۔ آگے جا کر دیکھا۔ کہ حضور برآمدے میں بیٹھے وضو کر رہے ہیں۔ میں نے حضور کو السلام علیکم کہا۔ اور پیچھے کھڑی ہو گئی۔ حضور وضو کر کے جلدی سے اٹھے۔ اور ایک کمرے کی طرف چلے گئے۔ جہاں پر ام ناصر احمدؒ کھڑی ہیں۔ اور فرمانے لگے۔ کہ تم نے میرے کپڑے نکال دیئے۔ اس پر ام ناصر احمدؒ نے کہا۔ کہ نہیں حضور بہت جلدی میں ہیں۔ اور جیب سے چابیاں نکال کر اس صندوق کا تالا کھولنے لگے ہیں۔ جس میں ان کے کپڑے ہیں۔ میں بھی پاس ہی کھڑی ہوں۔ میرے دل میں خیال آیا۔ کہ ایک دفعہ حضور سے عطر کی شیشی نہیں کھلتی تھی۔ اور مجھے عطر کی شیشیاں کھولنے کی ترکیب یاد تھی۔ کہ وہ گرم کر کے کھل جاتی ہیں۔ اور میں نے ام طاہر احمدؒ مرحومہ سے شیشی لے کر کھول دی تھی۔ یہی خیال کر کے کہ شاید اللہ تعالیٰ تالا بھی مجھ سے کھلوا دے۔

میں نے حضور سے چابی لے لی۔ اور جب تالے میں گھمائی۔ تو وہ تالا کھل گیا۔ اور ام ناصر احمدؒ نے حضور کے کپڑے نکال دیئے۔ حضور اپنے کپڑے لے کر اسی جگہ چلے گئے۔ جہاں پر وضو کر رہے تھے۔ اور کپڑے بدل لئے۔ میں اسی جگہ کھڑی تھی۔

کپڑے بدل کر حضور کھڑے ہوئے۔ تو حضور کی شلوار اس قدر چمک رہی تھی۔ جیسے پہاڑوں پر برف چمک رہی ہو۔ قمیص اس سے بھی زیادہ چمکدار تھی۔ جب حضور نے سر پر پگڑی باندھی۔ تو ایسا معلوم ہو رہا تھا۔ جیسے پگڑی پر آسمان سے نور برس رہا ہو۔ اس پگڑی کی وجہ سے حضور کا چہرہ بھی ڈھانپا گیا تھا۔ اس کے بعد جب حضور نے اچکن پہنی۔ تو ایسے معلوم ہوا۔ جیسے حضور بادشاہ ہیں۔ اور حضور کے اوپر سرخ رنگ کا جھول پڑا ہوا ہے۔ میں بہت حیران ہو کر حضور کی طرف دیکھے جا رہی ہوں۔ اتنے میں سامنے سے مجھے حضرت اماں جانؓ آتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ اور ایک طرف کو بڑی ممانی جان بھی کھڑی ہوئی نظر آئی ہیں۔ حضرت اماں جانؓ نے مجھے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ کہ او لڑکی۔ او بیگم تم کیا دیکھ رہی ہو۔ اس پر میں اماں جانؓ کو خوشی سے کہتی ہوں۔ کہ دیکھیں اماں جان میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ حضور بادشاہ بن گئے ہیں۔ بس اتنا دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی

نوٹ:۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ الفاظ کہے تھے۔ کہ دیکھیں میرا خیال کیا ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب تو حضور کی بیعت کر کے قادیان سے گئے تھے۔ لیکن جو دوسرے شخص ڈاکٹر صاحب کے ساتھ تھے۔ وہ پیغامی ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے حضور کی بیعت نہیں کی تھی۔ جب میں نے یہ کہا۔ کہ خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ تو ڈاکٹر صاحب کو اطمینان ہو گیا۔ اور وہ بہت خوش ہوئے۔

خاکسارہ والدہ ڈاکٹر محمد احمدؒ

زعماء صاحبان و اراکین انصار جماعت ہائے احمدیہ ربوہ۔ احمد نگر۔ چنیوٹ کے لئے ضروری اعلان

گذشتہ شوریٰ انصار میں فیصلہ ہوا تھا۔ کہ "انصار اللہ کا سالانہ اجلاس زیادہ تر تربیتی پروگرام پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لئے آئندہ انصار کے سالانہ جلسوں میں نمائندوں کے علاوہ ربوہ۔ احمد نگر اور چنیوٹ کے تمام اراکین انصار (سوائے معذوروں کے) بطور زائر لازمی طور پر شریک ہوا کریں"۔ لہٰذا ہر سہ جماعتوں کے زعماء صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ براہ مہربانی وہ اپنی اپنی جماعت اور حلقہ کے اراکین انصار کو شوریٰ کا یہ فیصلہ اچھی طرح ذہن نشین کرا دیں۔ کہ ۲۶-۲۷ اکتوبر کے ہونے والے اجتماع میں (معذوروں کے سوا) سب اراکین انصار کو لازمی طور پر شامل ہونا ہوگا۔ تاکسی کے لئے لاعلمی کا عذر نہ رہے۔ معذور اراکین انصار کے متعلق زعماء صاحبان کو پہلے سے مرکز کو اطلاع دے کر اجازت حاصل کر لینی ہوگی۔

اجتماع کے موقع پر جائزہ لینے پر اگر کسی غیر معذور رکن انصار کی اجتماع میں عدم شمولیت ثابت ہوئی۔ تو اس رکن انصار کے علاوہ زعیم متعلقہ بھی جوابدہ ہونگے۔

(قائد عمومی مرکزیہ مجلس انصار اللہ ربوہ)

تعمیر دفاتر و ہال انصار اللہ

ایک ایک سو روپیہ عطیہ کے وعدہ کنندگان

انصار اللہ مرکزیہ کے دفاتر اور ہال کی عمارت، خدا کے فضل سے پوری سرعت کے ساتھ تعمیر ہو رہی ہے یہ فراخ اور مضبوط عمارت روپیہ ہی سے مکمل ہو سکتی ہے۔ نائب صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی تحریک پر بہت سے اراکین انصار نے ایک ایک سو روپیہ عطیہ دینے کے وعدے بھی بھجوائے تھے اکثر دوستوں نے رقوم بھجوا دی ہیں۔ لیکن ابھی کئی دوست ایسے بھی ہیں۔ جن کی طرف سے رقوم نہیں آئیں۔ ان کی یاد دہانی کے لئے گذارش ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا وعدہ جلد پورا کریں۔ تاکہ کام میں کسی مرحلہ پر بھی روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے روک پیدا نہ ہو۔ جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے۔ اور وہ ابھی تک اس نیک تحریک میں شامل نہیں ہوئے۔ وہ اب شامل ہو سکتے ہیں۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

اگر جناب شورش صاحب کو ذرا بھی خیال ہوتا۔ کہ انسان کو اپنے گناہ و ثواب کا حساب اللہ تعالیٰ کے سامنے دینا ہے۔ تو ان کے قلم سے کبھی ایسا افترائی اداریہ نہ نکلتا۔ خواہ آج کل کی بے رحم سیاست میں ان کے لئے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہوتا۔

اگر "چٹان" کے صفحات اب سیاسی و ادبی خصوصیات کو تیاگ کر ایسی ہی افتراؤں کے لئے مخصوص کئے جانے ہیں۔ تو ہم شورش صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ اپنے کسی قریب کے آئندہ الیشوع میں پہلے صفحہ کی زینت اپنے ہیرو اللہ رکھا کے فوٹو کو بنایا جائے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

حضور ایدہ اللہ سے والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار

جماعت احمدیہ رائے ونڈ

بخدمت سیدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم ممبران جماعت احمدیہ رائے ونڈ ضلع لاہور حضور کی خدمت اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ ہم مدینہ والا معاہدہ کرتے ہیں اور ہم خدا تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ مولا کریم اپنے خاص فضل سے آپ کو تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور حضور کے بدخواہ دشمن ناکام ہوں۔ آمین ثم آمین۔ شیخ محمد انور

پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رائے ونڈ ضلع لاہور نقلم خود

جماعت احمدیہ چک نمبر ۳۶۷ و چک نمبر ۳۶۹ گوجرہ

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہم تمام ممبران جماعت چک ۳۶۷ ج ب و ۳۶۹ ج ب گوجرہ حضور کے ساتھ مکمل وابستگی کا اظہار کرتے ہیں اور حضور کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور منافقین کے فتنہ سے محفوظ رہنے کی دردِ دل سے دعا کرتے ہیں۔

ممبران جماعت احمدیہ چک نمبر ۳۶۷ ج ب و چک نمبر ۳۶۹ ج ب۔

چک نمبر ۴۳۰ ضلع لائلپور

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مؤرخہ ۱۰ اگست کو بعد نماز جمعہ مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی ہے۔ ہم ممبران جماعت احمدیہ چک نمبر ۴۳۰ ج ب یہ عہد کرتے ہیں کہ اپنے پیارے امام و آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جن کے ہاتھوں پر ہم نے بڑے بڑے نشانات و معجزات دیکھے ہیں اور اب بھی دیکھ رہے ہیں کے لئے اپنی جان و دل۔ عزت اور اولاد قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں اور دردِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت کاملہ کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

چوہدری احمد الدین پریذیڈنٹ

جماعت احمدیہ چک نمبر ۴۳۰ ج ب خاص ہالپا گوجرہ ضلع لائلپور

جماعت احمدیہ ایبٹ آباد

سیدنا و مولانا حضرت اقدس المصلح الموعود ایدکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پیارے آقا! اخبار الفضل میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کا پیغام پڑھ کر ہمیں اس فتنہ کی کارروائیوں سے سخت صدمہ ہوا ہم تمام افراد جماعت ایبٹ آباد حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی مقدس ذات سے گہری عقیدت اور محبت اور اخلاص رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ حضور کو صحت و شادمانی کی کامیاب و کامران عمر دراز عطا فرمائے آمین

حضور کے ادنیٰ غلام افراد جماعت احمدیہ ایبٹ آباد۔

جماعت احمدیہ بہلول پور

بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

جماعت ہذا حضور کو وفاداری کا یقین دلاتے ہوئے عہد کرتی ہے کہ ہمارا مال اور ہماری جانیں اور ہماری عزتیں حفاظت خلافت کے لئے وقف ہیں اور ہم حضور کے وفادار خادم ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ حضور کو باصحت اور خوش و خرم رکھے اور عمر میں برکت دے۔ آمین۔

افراد جماعت احمدیہ بہلول پور ضلع سیالکوٹ

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ راولپنڈی

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ راولپنڈی کے ہنگامی اجلاس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر منظور کر کے حضور کی خدمت اقدس میں ارسال کیا گیا۔

ہم یقین رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ کی بشارات جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پسر موعود اور مصلح موعود کے بارے میں دی تھیں کہ وہ حضور کی ذات والا صفات میں پوری ہوئی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا بھی یہی ایمان تھا۔ مصلح موعود کو اللہ تعالےٰ نے اس سے قبل بھی ایسے فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی کی حقہ سرکوبی کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور ہر میدان میں فتح عظیم سے سرفراز فرمایا ہے۔ اب بھی اللہ تعالےٰ یقیناً حضور کو معجزانہ کامیابی سے نوازے گا اور ایسے مفسدوں کو خائب و خاسر رکھے گا۔ تمام مجلس ایسے فتنہ پرداز عناصر سے شدید نفرت کا اظہار کرتی ہے اور اپنی بیعت کی حقیقت

(۲) کو سمجھتے ہوئے اس عہد کی تجدید کرتی ہے

حضور کا ادنیٰ خادم خاکسار عبدالغنی رشدی

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی)

جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام مختلف مقامات پر

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کامیاب جلسے

مری

۲۷ اگست بروز اتوار مری کے مشہور ہوٹل ایمبیڈر کے ہال میں جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ مری میں یہ پہلا موقع تھا کہ جلسہ سیرۃ النبیؐ پورے اہتمام اور شان و شوکت سے ایک پبلک جگہ میں ہوا الحمدللہ!

چونکہ اشتہارات اور منادی کے ذریعہ پہلے سے ہی جلسہ کا اعلان کر دیا گیا تھا۔ اس لئے غیر احمدی معززین کی حاضری بھی کافی تھی اور حسن اتفاق سے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ان دنوں مری تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے احباب کی خواہش کے مطابق اس مقدس جلسہ کی صدارت کے فرائض انہوں نے سرانجام دیئے۔

حسب پروگرام ٹھیک پانچ بجے شام ایمبیڈر ہال میں جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم کیپٹن سعید احمد صاحب۔ نے قرآن پاک کی تلاوت سے کارروائی کا آغاز فرمایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد نے خوش الحانی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا۔

ان کے بعد پہلی تقریر صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے عنوان پر فرمائی۔ آپ نے مصلحین عالم میں حضور پاک کے ممتاز مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مذہبی ہادیوں میں کامیاب ترین انسان گذرے ہیں۔ آپ کی روحانی قوت اس قدر زبردست اور مؤثر تھی کہ ایک قلیل عرصہ میں عرب جیسی وحشی قوم کی روحانی۔ اخلاقی اور سیاسی کایا پلٹ کر رکھ دی اور ان میں ایسا زبردست اخلاص۔ محبت اور فدائیت کا جذبہ پیدا کر دیا کہ جس کی نظیر اور کسی جگہ نہیں ملتی۔ دنیا میں یہی ایک محبوب اور معشوق ایسا گذرا ہے کہ جس کے متبعین نے ہر حالت اور ہر کیفیت میں اپنے آقا سے کامل عشق و محبت کا مظاہرہ کیا۔

ان کے بعد مکرم خواجہ عبدالغفار صاحب (ایڈیٹر اصلاح) نے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مشہور نظم

علیک الصلوٰۃ علیک السلام پڑھ کر سنائی۔ پڑھنے کے انداز اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عشق و محبت سے بھرے الفاظ کے منظوم کلام نے سامعین پر وجد کی سی کیفیت طاری کر دی۔

ان کے بعد مکرم مولوی محمد صدیق صاحب شاہد مربی سلسلہ راولپنڈی نے کامل اسوۂ حسنہ کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے سیدنا لکونین پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل اسوۂ حسنہ کی پیروی کو وصال ربانی اور محبت الٰہیہ کے حصول کا قطعی اور یقینی ذریعہ قرار دیتے ہوئے ثابت کیا کہ حضور پاک کی زندگی ہر لحاظ سے ہمہ گیر اور مکمل ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے رہتی دنیا تک کامل اسوۂ حسنہ ہے

آخری تقریر صدر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر فرمائی۔ آپ نے حضور پاک کی زندگی کے دونوں ادوار مظلومی اور فتح یابی کو پیش کر کے بتایا کہ یہ صرف پاک محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے کہ جن کے ذریعہ تمام اخلاق فاضلہ کا عملی مظاہرہ ہوا اس سلسلہ میں خصوصیت سے حضور پاکؐ کے جذبہ محبت اور شفقت علیٰ خلق اللہ کو واقعات کی روشنی میں پیش کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہو کر آئے تھے اس لئے آپ کے دل میں اس بات کی شدید خواہش اور تڑپ تھی کہ ساری دنیا خدائے واحد پر ایمان لا کر نجات پا جائے

صدر محترم نے فرمایا کہ حضور صلعم کی جنگیں جو سخت مظلومی کی حالتوں کے بعد دفاعی طور پر کرنا پڑی تھیں ان میں بھی حضور صلعم کا جذبۂ محبت نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ چنانچہ جنگ بدر کو دیکھو کہ جس میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی تھی۔ جب رؤسائے مکہ ابوجہل جیسے دشمنان اسلام کی نعشوں کو اس رحمۃ للعالمین کے سامنے لایا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

آپ نے فرمایا اے کاش یہ لوگ ایمان لے آتے۔ تو آج ان کا یہ حشر نہ ہوتا۔ خدا تعالےٰ نے حضور صلعم کی اسی حالت کا نقشہ خوب کھینچا ہے کہ لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین۔

سیکرٹری اصلاح و ارشاد مری

جابہ

نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کے لئے ۲۶ اگست کی تاریخ مقرر تھی۔ مگر چونکہ اتوار کی صبح کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز معہ اہل بیت ربوہ تشریف لا رہے تھے اور ہم سفر اصحاب دوسرے روز فارغ نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے مکرم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب کے زیر اہتمام ۲۵ اگست کو نماز عشاء کے بعد سیرۃ النبیؐ کے جلسہ کا انعقاد جابہ میں کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت کے فرائض مکرم جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب نے سرانجام دیئے تلاوت و نظم کے بعد مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب۔ مکرم مولوی محمد یعقوب صاحب طاہر مکرم احمد صادق صاحب بنگالی (جامعۃ المبشرین) مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ ثانی اور مکرم صاحبزادہ مرزا رفیق احمد صاحب نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر نہایت مؤثر اور ایمان افروز تقاریر کیں۔ آخر میں صاحب صدر جناب ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب نے حاضرین مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات جو محامد خاتم النبیینؐ پر مشتمل تھے پڑھ کر سنائے۔ اور دعا پر اس مبارک تقریب کا اختتام ہوا

یہ امر نہایت خوشی کا موجب ہے کہ جابہ میں یہ پہلا جلسہ تھا جو منعقد کیا گیا

(نامہ نگار)

لائلپور شہر

بعد نماز مغرب احمدیہ مسجد فضل میں جلسہ سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم زیر صدارت چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ نائب امیر منعقد ہوا۔ شیخ محمد اکرم صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سادہ زندگی اور حنیف احمد صاحب باجوہ نے فتح مکہ کے واقعات بیان کئے۔ پھر چوہدری عبدالرشید صاحب بھٹی نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضور کی دعائیں۔ ڈاکٹر دلشاد نواز صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی علم و حکمت سے محبت۔ چوہدری غلام دستگیر صاحب نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامیاب جرنیل کی حیثیت میں اس کے بعد خاکسار عبدالمنان (شاہد) مربی ضلع نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل جج و منصف کی حیثیت میں۔ پھر شیخ محمد احمد صاحب امیر جماعت ضلع نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منافقین سے طریق عمل کے موضوع پر تقاریر کیں۔ جلسہ خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ بعد دعا اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

عبدالمنان مربی ضلع لائلپور

چنیوٹ

مؤرخہ ۲۴ ۸/۵۶ کو جلسہ سیرۃ النبیؐ بعد از نماز مغرب زیر صدارت جناب مرزا احمد شریف بیگ صاحب امیر جماعت احمدیہ چنیوٹ مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ خاکسار نے آنحضرت صلعم کی پاک سیرت پر روشنی ڈالی۔ بعدہ ماسٹر سعد اللہ خانصاحب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اہم پہلو بیان کرتے ہوئے ایک مفصل تقریر کی آخر میں امیر صاحب نے تقریر فرمائی۔ بعد دعا اجلاس ختم ہوا

(حسن محمد سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ چنیوٹ)

ملتان چھاؤنی

مؤرخہ ۲۶ اگست ۱۹۵۶ء کو جماعت احمدیہ ملتان چھاؤنی کی طرف سے بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم ملک عمر علی صاحب بی اے رئیس ملتان جلسہ سیرۃ النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم منعقد ہوا مولوی محمد شہزادہ خانصاحب نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بچپن کی زندگی کے حالات بیان کئے۔ راجہ نذیر احمد صاحب ظفر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اللہ تعالےٰ کے لئے غیرت اور بنی نوع انسان سے ہمدردی کے زیر عنوان تقریر کی۔ مولوی محمد احمد صاحب مولوی فاضل نے آنحضرت صلعم کا اسوہ بحیثیت فاتح جرنیل بیان کیا۔ خاکسار نے آنحضرت صلعم بحیثیت حاکم ہونے کے موضوع پر تقریر کی۔

تقاریر کے دوران مولوی محمود احمد صاحب اور محمد یوسف خانصاحب پشاوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور بعض غیر مسلم معززین کی نظمیں در مدح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش الحانی سے پڑھیں

صاحب صدر کی تقریر اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا

(چوہدری عبداللطیف سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت احمدیہ ملتان چھاؤنی)

ہمارے شہریوں سے خط وکتابت کرتے وقت الفضل کا حوالہ ضرور دیا کریں

اعانت الفضل

(۱) مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب ایل آر۔او۔ جڑانوالہ نے مبلغ پانچ روپے عطا کر کے سال بھر کے لئے ایک مستحق شخص کے نام بغرض اصلاح وارشاد خطبہ نمبر جاری کرایا ہے جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ خدا تعالےٰ چوہدری صاحب کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور اپنی نعمتوں سے سرفراز فرمائے

نیز مولوی محمد لقمان صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ چک ۴۷ گ۔ب ضلع لائلپور نے کسی موزوں و مستحق کے نام خطبہ نمبر جاری کرنے کے لئے پانچ روپے عطا کئے ہیں۔ خدا تعالےٰ مولوی صاحب کی اس نیکی کے اعلےٰ اثرات پیدا فرمائے اور ان کے کاروبار اور مال وجان میں برکت بخشے۔ آمین۔

(۲) جماعت احمدیہ گوجرہ ضلع لائلپور کے مندرجہ ذیل احباب نے موزوں اور مستحق اشخاص کے نام خطبہ نمبر جاری کرنے کے لئے اعانت فرمائی ہے۔ دعا فرمائیں خدا تعالےٰ ان کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرما کر اس کے عمدہ اثرات پیدا فرمائے۔ اور اس نیکی کے بدلہ میں مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بخشے۔ اور اپنی برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

(۱) چوہدری برکت علی صاحب مینیجر کوآپریٹو شاپ گوجرہ -/-/۵

(۲) چوہدری محمد شریف صاحب ٹیبیفون اپریٹر گوجرہ -/-/۵

(۳) چوہدری عبدالعزیز صاحب آڑھتی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گوجرہ -/-/۵

(۴) چوہدری عبدالسمیع صاحب دفتر نجابیات " -/-/۵

(۵) خواجہ عبدالرشید صاحب ٹرنک برچیٹ گوجرہ -/-/۵

(۶) ملک یار محمد صاحب مینیجر دی سرندھ آئل اینڈ آئس فیکٹری گوجرہ -/-/۵

(۷) سید کرم شاہ صاحب ہیچر ہائی سکول " -/-/۵

(۸) ماسٹر محمد دین صاحب ہیڈ ہائی سکول " -/-/۲

(۹) چوہدری برکت علی صاحب گوجرہ -/-/۲

(۱۰) چوہدری فضل الٰہی صاحب " -/-/۱

(۱۱) چوہدری مہر دین صاحب " -/۸/۱

(۱۲) ڈاکٹر محمد اشرف صاحب " -/-/۱

(۱۳) خواجہ عبدالواحد صاحب " -/-/۱

(۱۴) میاں عبدالرؤف صاحب " -/-/۲

(۱۵) خواجہ عبدالحق صاحب " -/-/۱

(۱۶) لجنہ اماء اللہ " -/۱۲/۵

جزاھم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر الفضل)

تلاش گمشدہ

میرے دوست چوہدری بابو خانصاحب کا لڑکا مسمی محمد رفیق عمر تقریباً ۲۵ سال داڑھی رکھی ہوئی۔ قد درمیانہ سر پر پٹے رکھے ہوئے۔ چہرہ گول۔ رنگ گورا کچھ دنوں سے ناراض ہو کر گھر سے چلا گیا ہے اگر کسی صاحب کو ملے تو وہ فوراً خاکسار کو اطلاع دیوے اور اگر وہ خود اس اعلان کو پڑھے تو وہ فوراً واپس گھر آجاوے اس کی والدہ اس غم سے سخت بیمار ہے اور بچے اسی دن سے رو رہے ہیں۔

احمد دین۔ کلاتھ مرچنٹ
نائب امیر جماعت احمدیہ
جھنگ صدر۔

خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۶ء کو ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ خدام شریک ہوں

دوکنگ مشن کے متعلق خواجہ کمال الدّین صاحب مرحوم کا اپنا بیان

"یہ مشن اپنی بناء اپنے وجود اور اپنے قیام کیلئے میری ذات کے سوا کسی اور جماعت یا شخصیّت کا مرہون احسان نہیں ہے"

ہم فیصلہ اُن کے فرزند خواجہ نذیر احمد صاحب پر چھوڑتے ہیں کہ خواجہ صاحب مرحوم کا بیان درست ہے یا پیغام صلح کا؟

وہ جو فیصلہ بھی کریں گے ہم اسے تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں!

پیغام صلح ساری عمر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرنے کے بعد آجکل اچانک آپ کی محبت کا دم بھرنے لگا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں اس نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے

"ایک اکیلا دوکنگ مسلم مشن جو اپنی اہمیت اور عالمگیر اثر و اقتدار کے لحاظ سے یہاں صاحب کے تمام مشنوں پر فائق ہے۔ مولٰنا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔" (پیغام صلح ۸ راگست ۵۶ء)

ذیل میں ہم دوکنگ مسلم مشن کے بانی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا اپنا بیان شائع کرتے ہیں، جس سے پیغام صلح کے مندرجہ بالا بیان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ خواجہ صاحب مرحوم ۱۲ رجون ۱۹۲۸ء کے اخبار "مدینہ" میں جو بجنور سے شائع ہوتا تھا لکھتے ہیں:۔

"مسلم مشن دوکنگ اپنی بناء۔ اپنے وجود۔ اپنے قیام کے لئے میری ذات کے سوا کسی اور جماعت یا شخصیت یا کسی انجمن کا مرہون احسان نہیں ہے۔ میں نے اپنے ہی سرمایہ سے جو وکالت کے ذریعہ مجھے حاصل ہُوا اس مشن کو قائم کیا اس کے متعلق نہ میں نے کسی سے مشورہ حاصل کیا نہ کسی نے مجھے مشورہ دیا (یعنی حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اس مشن کے متعلق اشارہ تک نہیں کیا تھا ناقل) بلکہ جب میں گھر سے نکلا تو میرے ارادہ سے کوئی واقف بھی نہ تھا خود میرے اعزا اور میرے دوستوں کو میرے انگلستان جانے کا اُس وقت علم ہُوا جب میں نے جہاز کا ٹکٹ لے لیا (یعنی یہ تو الگ رہا کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے انہیں دوکنگ مشن قائم کرنے کی ہدایت دی بلکہ جب تک خواجہ صاحب نے ٹکٹ نہیں لے لیا اُن کو علم بھی نہیں تھا کہ آپ انگلینڈ جا رہے ہیں) وہاں جا کر جو کچھ کیا اپنی ذمہ داری پر اور اپنے اخراجات پر کیا۔ دو سال سے زیادہ مشن کی کشتی کو اپنے بازوؤں سے چلایا۔ "اسلامک ریویو" اپنے سرمایہ سے نکالا ۱۵ء میں برادران اسلام میں سے بعض نے امداد دینی پسند کی جسے شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا اگرچہ یہ کل کاروبار ذاتی کاروبار ہیں اور جس نے امداد دی اسے کہدیا گیا اور اس کے متعلق مطبوعہ اعلان موجود ہے کہ جو مجھ پر اعتبار نہ رکھتا ہو وہ ہرگز مدد نہ دے۔"

(اخبار مدینہ بجنور۔ ۱۲ رجون ۲۸ء ص ۷۔ جلد ۱۷)

خواجہ صاحب مرحوم کے اس واضح اعلان کے ہوتے ہوئے پیغام صلح کا یہ کہنا کہ "دوکنگ مسلم مشن۔۔۔۔ مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیگا" ایک صریح جھوٹ اور کھلا افتراء ہے اگر یا تو خواجہ صاحب کی وہ تحریر دکھانی ہوگی جس میں انہوں نے تسلیم کیا ہو کہ مجھے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے لنڈن جا کر مشن کھولنے کے لئے حکم فرمایا تھا اور یا پھر پیغام صلح کو اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ اپنی پیدائش سے کر اس وقت تک جھوٹ بولتا آیا ہے ـــــ اخبار پیغام صلح کا بیان صحیح ہے یا خواجہ صاحب مرحوم کا بیان؟ اس کا فیصلہ ہم خواجہ صاحب مرحوم کے فرزند خواجہ نذیر احمد صاحب پر چھوڑتے ہیں وہ جو بھی فیصلہ کریں ہم اسے مان لیں گے خواہ وہ یہ فیصلہ ہو کہ میرے والد نے جھوٹ لکھا تھا یا یہ فیصلہ ہو کہ پیغام صلح جھوٹ بول رہا ہے۔

امید ہے کہ خواجہ نذیر احمد صاحب اپنے مرحوم والد کی اس بے عزتی کو برداشت نہیں کریں گے کہ ان کی وفات کے قریباً تیس سال بعد ان کو جھوٹا کہا جائے۔

میاں سر فضل حسین صاحب کا بیان

ہمارے پاس ایک دوسری شہادت بھی موجود ہے جو میاں سر فضل حسین صاحب کی ہے اور جو لنڈن کے ایک رسالہ میں چھپ چکی ہے۔ میاں سر فضل حسین صاحب نے ۲۴ راگست ۲۷ء کو لنڈن میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا تھا

"The idea of presenting Islam to the West, first originated with the founder of your community about thirty years ago, and he indirectly told Khawaja Kamaluddin to go and preach Islam in the West, but he began to practice law and could not then devote himself to the propagation of Islam"

(The Review of Religions London October 1927 Vol 26 no 10)

ترجمہ:۔ اسلام کو یورپ میں پیش کرنے کا خیال سب سے پہلے آپ کی جماعت کے بانی (سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے دل میں پیدا ہُوا۔ اور انہوں نے آج سے تیس برس قبل (یعنی ۱۸۹۷ء میں) بالواسطہ طور پر خواجہ کمال الدین صاحب سے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ وہ یورپ میں جا کر تبلیغ اسلام کریں۔ لیکن خواجہ صاحب بعض مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ کر سکے۔ اور انہوں نے وکالت شروع کر دی۔

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا بیان بھی میاں سر فضل حسین صاحب کی اس تقریر کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ صرف یہ اقرار کرتے ہیں کہ ۱۹۱۲ء میں وہ کسی کی تحریک پر انگلینڈ نہیں گئے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ پہلے بھی کسی زمانہ میں کسی نے انہیں یورپ میں جا کر تبلیغ اسلام کرنے کی تحریک نہیں کی تھی ـــــ پس اگر میاں فضل حسین صاحب جیسے اعلےٰ پایہ کے انسان (جو خواجہ صاحب مرحوم کا گہرا دوست بھی تھا) کی یہ گواہی درست ہے تو ماننا پڑے گا کہ دوکنگ مشن کی تحریک خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۷ء میں بالواسطہ طور پر فرمائی تھی۔ مگر پیغام صلح (جسے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ پیغام جنگ فرمایا کرتے تھے) بغض میں اس قدر بڑھ گیا ہے کہ وہ اس تحریک کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے تھی حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ حضرت خلیفہ اولؓ کے بعض ناکام بیٹوں کی حمایت اسے حاصل ہو جائے۔ بہر حال مندرجہ بالا حوالوں سے ہر احمدی پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ جو بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی وہ آپ کی اولاد کی دشمنی میں کس طرح پیغام صلح حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر رہا ہے۔